ICNC International Center on Nonviolent Conflict

بحالیِ جمہوریت کیلئے پاکستان کی تحریک (۱۹۸۱۔۱۹۸۴)

Pakistan's Movement for the Restoration of Democracy (1981-1984)

سٹیفن زُونیز (Stephen Zunes) ۲۰۱۰ [2010]

Translator: Marcus Younas & Kiran Iqbal (مترجمین: مرقس یونس و کرن اقبال)

عوامی مزاحمت کے اثرات واستعمال سے متعلقہ واقعات کا خُلاصہ

۲۰۱۰ © بین ال اقوامی مرکز برائے عدم تشدد تنازع

لاتعلقی:

عدم تشدد کی عوامی مزاحمت کے سینکڑوں حوالے وجود رکھتے ہیں۔اِن حوالوں کو قابلِ رسائی بنانے کیلئے **بین ال اقوامی مرکز برائے عدم تشدد تنازع (آئی سی این سی)** نے اُن میں سے کُچھ کے خُلاصے ۲۰۰۹ تا ۲۰۱۱ کے درمیان مرتب کئے۔ ہر خُلاصہ کردار کے واضح پہلو کو مہیا کرنے کا مقصد رکھتا ہے جو کسی خاص معاملے میں عدم تشدد کی عوامی مزاحمت نے ادا کیا یا کر رہی ہے۔

درج ذیل کسی ایسے فرد نے لکھا ہے جو دُنیا کے اُس مخصوص خطے میں مہارت رکھتا ہے اور/یا عوامی مزاحمت کے میدان میں مہارت کا حامل ہے۔لکھاری خُود اپنا مُوقف بیان کرتا ہے، پس تنازع کا درج ذیل خُلاصہ لازم نہیں کہ آئی سی این سی کے خیالات کی عکاسی ہو۔

اضافی آئی این سی این کے وسائل:

عوامی مزاحمت کے اضافی وسائل کیلئے، دیکھئے آئی سی این سی کی وسائل کی لائبریری، جو انگریزی اور دیگر ۶۵ سے زائد زُبانوں میں عوامی مزاحمت پر وسائل کو دستیاب کرتی ہے۔

عُلما اور ماہرینِ تعلیم کی معاونت کیلئے ہم نصاب وضع کر رہے ہیں اور اِس موضوع کی تعلیم دے رہے ہیں ہم ایک تعلیمی آن لائن نصاب [Academic Online Curriculum (AOC)] بھی پیش کر رہے ہیں، جو عوامی مزاحمت کے موضوعات اور مُطالعاتی حوالوں کے چالیس سے زائد مُختلف جدول کیساتھ مُفت، وسیع اور باقاعدگی سے تزئین کئے جانے والے آن لائن وسائل ہیں۔

تنازع کا خُلاصہ:

گیارہ پاکستانی سیاسی جماعتوں کا اتحاد جو بحالیِ جمہوریت تحریک [Movement for the Restoration of Democracy (MRD)] کے نام سے جانا جاتا تھا ۱۹۸۳ میں مُحمد ضیاالحق کے آمرانہ دور پر دباؤ ڈالنے کیلئے قائم ہُوا کہ وہ مارشل لا کا خاتمہ کرے اور الیکشن کروائے۔ ایم آر ڈی، جو زیادہ تر عدم تشدد تحریک رہی، صوبہ سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے حمایت کرنے والوں میں مضبوط تر رہی۔ حالانکہ، گاندھی کے وقت سے لیکر، یہ جنوبی ایشیا میں ایک سب سے بڑی عدم تشدد کی تحریک چلائی گئی تھی جو اپنے جنوبی نظریاتی مرکز سے وسعت پانے میں ناکام رہی اور بشمول موثر عسکری دباؤ کے سبب کوئی ڈیڑھ برس بعد اپنے اختتام کو جا پہنچی۔

سیاسی تاریخ:

ذُولفقار علی بھٹو ۱۹۷۱ میں پاکستان کے صدر اور ۱۹۷۳ میں وزیرِ اعظم بنے اور دونوں عہدوں پر ۱۹۷۷ میں فوج کے ہاتھوں معزول کئے جانے تک فائض رہے۔ بھٹو، پاکستان کے صوبہ سندھ سے تعلق رکھتا تھا جو بحیرہ عرب اور ہندوستان کی سرحد پر ملک کے مُضافاتی جنوب مشرق میں واقع ہے۔ وہ ایک کرشماتی شخصیت تھا اور وسیع پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے حمایت کرنے والوں میں مقبول تھا، جس کی بُنیاد اُس نے ڈالی تھی۔ پی پی پی کا نعرہ تھا، ''اسلام ہمارا دین ہے، جمہوریت ہماری پالیسی ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے: طاقت کا سرچشمہ عوام ہے''۔ صدر بھٹو نے اہم صنعتوں کو نیشنالائز کیا، مزدور یونینوں کی قوت کو بڑھایا اور کوئی دس لاکھ ایکڑ سے زائد زمین کی بے زمین ہاریوں میں تقسیم نو کی۔ اُس نے ۱۴ اپریل، ۱۹۷۲ کو قومی اسمبلی کا افتتاح کیا اور نیا آئین تخلیق کیا جس کی تکمیل ایک سال بعد ہُوئی۔

بھٹو کی شہرت، تاہم بتدریج برسوں میں ماند پڑ گئی جب اُس نے وزیرِ اعظم کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۹۷۴ سے ۱۹۷۷ تک پاکستان نے اعلیٰ شخصیات کے قتل، متنازع الیکشن اور سیاسی کشمکش کی اقساط کا تجربہ کیا جس نے عوامی انتشاری کی فضا قائم کی۔ بدعنوانی کا دور دورہ تھا اور بھٹو کا جاگیرداروں اور اُمرا کیساتھ غیر معروف وابستگی کا سلسلہ جوڑا گیا۔ بھُٹو کے مُخالفین اکثر روپوش ہو جاتے تھے۔ اُس کے خلاف مُنظم سڑکوں پر مُظاہرے بتدریج بڑھتے گئے۔ فوج نے آخرکار جولائی ۱۹۷۷ میں بڑھتی ہُوئی حکومت مُخالف بے چینی کے ردعمل کے طور پر بغاوت کر دی، اور بھُٹو اور اُس کی کابینہ کو سیاسی قتلِ عام میں پیچیدگی کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل مُحمد ضیاءُالحق، چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بنا، اور قومی اسمبلیوں کو تحلیل کرتے ہُوئے اور نئے آئین کو منجمد کرتے ہُوئے پاکستان پر فوری کنٹرول کا اعلان کر دیتا ہے۔

ضیا نے اقتدار میں آنے کے بعد تین مہینے کے اندر الیکشن کروانے کا وعدہ کیا، لیکن کبھی نہیں کروایا۔ اُس نے اسلامائزیشن کی بالخصوص ردعمل کی تشریح کی وسیع پالیسی اپنائی، قرونِ وسطیٰ کی سزائیں متعارف کرواتے ہُوئے جیسے کہ ہاتھ کاٹنے، سنگساری اور کوڑے مارنا وغیرہ۔ ریاست ہائے متحدہ، روایتی طور پر پاکستان کے سب سے بڑے خارجی حلیف نے اِس کے نیوکلیئر پروگرام کے سبب ۱۹۷۷ میں امداد بند کر دی۔ ضیا کو الگ تھلگ کئے جانے کا اختتام ۱۹۷۹ کے اوائل میں پڑوسی افغانستان پر سوویت یلغار پر ہُوا، جو پاکستانی فوج میں بڑے پیمانے پر امریکی سرمایہ کاری لائی۔ اربوں ڈالر اور اسلحہ افغان مجاہدین کے لئے پاکستانی انٹر سروسز انٹیلی جنس ایجنسی (آئی ایس آئی) کے توسط سے آئے۔ ضیا راتوں رات ایک ناپسندیدہ آمر سے سوویت کمیونزم کے خلاف لڑائی میں ایک اتحادی بن گیا۔

ذُوالفقار علی بھٹو پر مُقدمہ چلایا گیا، الزام ثابت ہُوا اور سزائے موت دی گئی۔ سابقہ صدر کیلئے رحم کی بیرونی رہنماؤں کی اپیلوں کے باوجود، اُسے اپریل ۱۹۷۹ میں پھانسی دے دی گئی۔ اِس دوران پی پی پی کے لگ بھگ تین ہزار جیالوں کو جیل میں ڈال دیا گیا اور جن میں بہت سے اگلی ایک دہائی تک قید میں ہی رہے۔ ضیا بالخصُوص صوبہ سندھ میں غیر مقبول تھا جہاں پی پی پی کیلئے حمایت بدرجہ مضبوط رہی۔

ضیا دور کے خلاف نُمایاں مُخالفتی تحریک کی پہلی لہر فروری ۱۹۸۱ میں اُٹھی۔ گیارہ مُختلف سیاسی پارٹیوں نے ایک اتحاد بنایا جو بحالیِ جمہوریت تحریک [Movement for the Restoration of Democracy (MRD)] کہلایا، جو ضیا حکومت پر دباؤ ڈالے کہ وہ الیکشن کروائے اور مارشل لا ختم کرے۔ ذُوالفقار علی بھٹو کی پی پی پی نُمایاں طور پر شامل ہُوئی، اِس کیساتھ ساتھ عوامی تحریک، جمعیت عُلمائے اسلام، نیشنل عوامی پارٹی، نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی، پاکستان مزدور کسان پارٹی، پاکستان مُسلم لیگ، پاکستان نیشنل پارٹی، قومی محاذِ آزادی اور تحریک استقلال۔ اہم آر ڈی میں بہت سی پارٹیاں اِس سے قبل ایک دُوسرے کی شدید مُخالف تھیں، لیکن ضیا کی مُخالفت میں مُتحد ہو گئی۔ ایم آر ڈی کیلئے ابتدائی حمایت کا محور صوبہ سندھ میں تھا۔

ایم آر ڈی نے فی الفور مارشل لا کے خاتمے اور جمہوریت کی بحالی کیلئے ضیا پر دباؤ ڈالنے کیلئے مُہم کا آغاز کیا۔ اُنہوں نے صاف، شفاف اور غیر جانبدار الیکشن کے انعقاد کیلئے ایک پریس ریلیز جاری کی۔ تاہم، کوشش جلد ہی مصالحاتی ہو گئی جب مسلح ہائی جیکروں نے پاکستان انٹر نیشنل ایئر لائنز کا طیارہ اغوا کیا اور اُسے زبردستی کابل، افغانستان میں اُتار لیا۔ اغواکاروں نے کئی مُسافروں کو قتل کر دیا، جن میں ایک طاقتور پاکستانی خاندان کا فرد بھی شامل تھا۔ ہائی جیکر ال ذُوالفقار نامی گروہ سے تعلق رکھتے تھے، جس کی قیادت بھٹو کا ایک بیٹا کر رہا تھا۔ دہشت گردوں کی مقبول عام پُشت پناہی کا تعلق ایم آر ڈی سے نکل آیا، حالانکہ بالواسطہ تھا، لیکن اُس نے تحریک کو مفلُوج کر دیا۔ ہائی جیکنگ سے باہر نکلنے میں کوئی دو برس لگ گئے۔

۱۹۸۳ تک، ایم آر ڈی نے دوبارہ کافی مقبُولیت پالی تاکہ اپنے آپ کو بحال کر سکے۔ ضیا نے بھانپ لیا کہ ایم آر ڈی ممکنہ طور پر اپنی جارحانہ تجدید نو کیلئے یومِ آزادی، ۱۴ اگست کے دن کو چُنے گی۔ اِس کا اثر زائل کرنے کیلئے اُس نے ۱۲ اگست ۱۹۸۳ کو جمہوریت کی بحالی کے منصوبے کا اعلان کر دیا۔ تاہم، ضیا کی تقریر نے بجائے کسی خاص منصوبے کے محض جمہوریت کی طرف اقدام کے ارادے کو ظاہر کیا۔ عسکری کردار کے حوالے سے تفصیل، ۱۹۷۳ کا آئین اور سیاسی جماعتوں کے مُستقبل کو غیر واضح چھوڑ دیا گیا تھا۔

ایم آر ڈی نے حیران کُن چال کی ہوا نکال دی، اور پھر بھی دو دن بعد ایک معروف مہم کی کال دے دی۔ سابقہ سول نافرمانیوں سے سیکھے گئے اسباق کی بُنیاد پر، بشمول ایوب خان کی آمریت کیخلاف ۱۹۶۸۔۶۹ کی ناکام بغاوت اور خُود بھٹو کیخلاف ۱۹۷۷ کے احتجاج کی روشنی میں، ایم آر ڈی کے انتظام کاروں نے تحریک کے رہنماؤں کو احکامات جاری کئے کہ وہ رضاکارانہ گرفتاریاں دیں اور سڑکوں اپنے اپنی حمایت کرنے والوں کا ساتھ دیں۔ عوام النّاس کو کسی پریشانی سے عاری رکھنے کی غرض سے، مُنتخب جارحیت کی پالیسی کو فروغ دیا گیا جس میں ایم آر ڈی کی حمایت کرنے والوں نے عوامی املاک کے بجائے اپنی توانائیاں حکومتی اہلکاروں کے خلاف استعمال کیں۔ غیر ملکی خبر رساں اداروں کو گرفتاریوں اور تشدد سے مُطلع کیا گیا، لیکن مقامی میڈیا۔۔ جن پر حکومت کی طرف گہری پابندیاں تھیں۔۔ خاموش رہا۔ ایم آر ڈی کے انتظام کاروں نے

سندھی دیہاتوں سے گرفتاریوں کو اُبھارنے کیلئے جلُوسوں کی راہنمائی کی۔ لاکھوں لوگوں نے بائکاٹ اور ہڑتالوں میں حصہ لیا اور سینکڑوں، ہزاروں مُظاہروں میں شامل ہُوئے۔ تنازعات بالخصُوص صوبہ سندھ کے دیہی علاقوں میں شدت اختیار کر دیے۔

ضیا کی ایم آر ڈی، پاکستان کو غیر مُستحکم کرنے کیلئے ہندوستانی پُشت پناہی کی سازش قرار دینے کی کوشش کسی اہلیت کی حامل نہ تھی، لیکن کُچھ پاکستانی حلقوں میں اُس وقت تقویت پاتی ہے جب ہندوستانی وزیر اعظم اندرا گاندھی انڈین پارلیمنٹ کی زیریں اسمبلی میں ایک خطاب کے دوران تحریک کی توثیق کی۔ اِن الزامات کے باوجود بھی، سندھ میں ایم آر ڈی پاکستان سے علیحدگی کی کوشش نہیں کررہی تھی بلکہ اِس کے بجائے آئین کی بحالی پر مرکوز تھی۔ تاہم، بالخصُوص پی پی پی کے تجربہ کار غُلام مُصطفیٰ جتوئی کی قیادت میں، ایم آر ڈی کو کئی حلقوں میں ایک سندھی تحریک کے طور پر دیکھا جارہا تھا جو اسلام آباد میں اکثریتی پنجابی تسلط کی انتظامیہ کے ہاتھوں مختلف محرُومیوں کا مداوا تلاش کررہی تھی۔ نتیجے کے طور پر، تحریک کیلئے یہ مُشکل ہو گیا کہ وہ اُس جنوبی صُوبے میں اپنی بُنیاد سے باہر وسعت پا سکے۔ ضیا کا وزیر داخلہ، رُوداد خان، بعد میں لکھتا ہے کہ حکومت اپنے فائدے کیلئے اِس تصور کے غلط استعمال میں کامیاب ہُوئی تاکہ ایم آر ڈی کو قومی سطح پر بڑی حمایت حاصل کرنے سے روک سکے۔

سندھ کے اندر، تحریک نے وسیع حمایت پائی، ضیا کو مجبُور کرتے ہُوئے کہ وہ صوبے میں بغاوت کو کُچلنے کیلئے ۴۵۰۰۰ فوجی بھیجے۔ کوئی ساٹھ سے دو سو کے درمیان لوگ ہلاک ہُوئے اور لگ بھگ ۱۵ ہزار گرفتار ہُوئے۔ جیلیں بھر گئیں اور حکومت مجبُور ہو گئی کہ قیدیوں کو خیموں میں رکھنے کیلئے کیمپ تشکیل دے۔ نومبر تک، یہ واضح ہو چُکا تھا کہ تحریک قومی سطح تک مقبولیت نہیں پاسکے گی اور ضیا تسلیم کرنے کیلئے بھی تیار نہیں تھا۔ پاکستانی فوج اِسے کُچلنے میں بڑی حد تک کامیاب رہی تھی، جہاں تک ممکن ہو سکے گُریز کرتے ہُوئے، گرفتاری کے خواہشمندوں کو پکڑتے ہُوئے، اور اعلیٰ قیادت کو گرفتار کرکے شہید پیدا ہونے سے بچاتے ہُوئے، بلکہ اِس کے بجائے معاشرتی سطح پر، دوسرے اور تیسرے درجے کے انتظام کاروں کو سمیٹتے ہُوئے۔ یہ لائحہ عمل تحریک کی تنظیم میں سے مرکز کو نکال باہر کرتا ہے۔ ضیا ۱۹۸۴ میں اپنی اسلامائزیشن کے بااختیار برانڈ اور اعلیٰ قدامت پرستی کی منظوری حاصل کرنے کیلئے ریفرنڈم کرواتا ہے۔ ایم آر ڈی کی زیادہ تر پارٹیاں ریفرنڈم کا بائیکاٹ کرتی ہیں اور صرف ۱۰ فی صد اہل ووٹر شرکت کرتے ہیں۔ پھر بھی، ضیا جیت کا اعلان کرتا ہے اور صدرِ پاکستان ہی رہتا ہے۔

اگست ۱۹۸۸ میں ضیا ایک مشکوک جہاز کے حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا، جس نے اُس کے صفِ اوّل کے طرفداروں اور پاکستان میں اُس وقت کے امریکی سفیر کی بھی جان لے لی۔ اُس کے بعد جلد ہی جو الیکشن ہُوئے وہ واپس پی پی پی کو اقتدار میں لے آئے اور ایم آر ڈی تحلیل ہو گئی۔ کوئی وسیع تر جمہوری لیکن بد عنوان دور حکومت کی دہائی کے بعد، ایک اور فوجی حکومت اقتدار پر براجمان ہُوئی، جس نے اگلے آٹھ برسوں میں امریکی فوجی امداد کی صُورت میں ایک ارب سے زائد ڈالرز حاصل کئے جب تک جنرل پرویز مُشرف کو ۲۰۰۸ میں اقتدار سے ہٹانہ دیا گیا جس کا بڑا سبب وکیلوں اور سماجی تنظیموں کی سربراہی میں سول نافرمانی تھی۔

لائحہ عمل کی سرگرمیاں:

بائیکاٹ، وسیع پیمانے پر مُظاہرے، رضاکارانہ گرفتاریاں۔ تاہم، کُچھ عدم تشدد کی مزاحمت بلوؤں اور چھوٹے پیمانے کی مسلح جھڑپوں سے مزین تھی۔

مابعد واقعات:

پاکستان آج تکنیکی طور پر جمہوری ہے، حالانکہ پی پی پی حکُومت عسکری اور انٹیلی جنس ایجنسیوں پر زیادہ تر کُلی اختیار نہیں رکھتی۔ موجودہ حکومت بدعنوانی کا بھی شکار ہے اور ابھی بھی وہی اعلیٰ خاندانی طبقہ غالب ہے جو پی پی پی کو دہائیوں سے چلاتا آرہا ہے، پاکستانی جمہوریت کی گہرائی اور مُستقبل پر سوال اُٹھاتے ہُوئے۔ تاہم، ۱۹۸۰ کی سندھ بغاوت میں سول سوسائٹی تحریکوں کا قیام اور مزید مُشرف حکُومت کے خلاف حالیہ جدوجہد، نئی سیاسی تہذیب کے قیام کا کُچھ وعدہ دیتی ہے۔

مزید مُطالعہ:

- بن سید خالد (۱۹۸۴)۔ ''۱۹۸۳ میں پاکستان: اندرونی کشیدگیاں بیرونی مسائل سے زیادہ ہولناک ہیں''۔ ایشین سروے، جلد ۲۴، نمبر ۲، ۱۹۸۳ میں ایشیا کا سروے: حصہ دوئم۔ صفحات ۲۱۹۔۲۲۸۔
- علی شاہ، مہتاب (۱۹۹۷)۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی: سفارت کاری پر نسلی اثرات، ۱۹۷۱۔ ۱۹۹۴۔ آئی بی ٹاورس اینڈ کمپنی: لندن۔
- ڈنکن، ایما (۱۹۸۹)۔ کرفیو کو توڑتے ہُوئے: پاکستان کا سیاسی سفر۔ پینگوئین گروپ: لندن۔